© rasailojaraid.com

گوہرِ حیات اور اس کے حصول کا بہترین ذریعہ

(ایک مفکرانہ اور داعیانہ تجزیہ)

از ڈاکٹر سید مسعود احمد لکچرر شعبۂ کیمسٹری مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

دورِ حاضر کی متمدن اور ترقی یافتہ دنیا ہو یا دو ہزار قبل کی ترقی پذیر دنیا۔ انسانوں کے پسند و ناپسند کے اصول یکساں ہی ہیں۔ اسباب و فروعات اور طریقہائے کار میں تغیر و تبدل تو بیشک ہوا ہے۔ مگر انسانوں کے پسند و ناپسند کی کسوٹی، ان کے جملہ اعمال و افعال کا گوہرِ مقصود ان کا منتہائے فکر و عمل یا بالفاظِ دگر ان کا مقصودِ حیات یا گوہرِ حیات (Real essence the ultimate of life) اس مدت دراز میں ذرہ برابر بھی تبدیل نہیں ہوا ہے۔ بلکہ بات یہاں تک بھی مبالغہ آمیز نہیں ہوگی کہ اگر دنیا قایم رہی تو آج سے دو ہزار سال بعد بھی حیاتِ انسانی کا منتہائے فکر و عمل ناقابلِ تغیر ہی رہے گا۔ اور اس میں کسی قسم کی فرسودگی کا شائبہ تک نہ ہوگا۔

آخر زندگی کا جوہرِ مقصود یا منتہائے مقصود کیا ہے جس کے اِرد گرد زندگی کی ساری تگ و دو گردش کرتی ہے؟ انسان کا حاصلِ حیات اور منزلِ سعی و عمل کیا ہے جس کو پانے کی دھن میں وہ سرگرداں رہتا ہے؟ کیا ایسا ہے کہ انسان بغیر کسی منزل و مقصد کے اپنا سفرِ حیات طے کرتا جاتا ہے اور اس کو کسی منزلِ مقصود کی تمنا و خواہش نہیں ہوتی؟ کیا کھانا، پینا، سونا، مال و دولت کا حصول اور توالد و تناسل وغیرہ ہی اصلی جواہرِ حیات ہیں؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عقل و شعور میں پختگی اور سن بلوغ کو پہنچتے ہی ہر انسان اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنے لگتا ہے۔ کوئی مصاحبت و وزارت یا نوکری (Service) کو پسند کرتا ہے تو کسی کو زراعت میں دلچسپی ہوتی ہے اور کوئی تجارت کو ذریعۂ معاش بناتا ہے اور کچھ لوگ صنعت و حرفت کے میدان میں زندگی کی تگ و دو لگا دیتے ہیں۔ اس تگ و دو کے چند میدان یہ بھی ہیں کہ کچھ لوگ چوری و ڈاکہ زنی اور فحاشی و عیاشی ہی میں اپنی زندگی کا جوہر مقصود پا لیتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا مطمح نظر یہ ہوتا ہے کہ واعظ و ناصح اور راست گو و ایمان دار بن جانا ان کی منزلِ مقصود کو پہنچا دے گا۔ ان تمام اسبابِ جد و جہد کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کوئی ہم پلۂ قارون و سکندر ہو کر بھی پریشان رہتا ہے اور کوئی افلاس و تنگی میں بھی خوش و خرم رہتا ہے۔

اس بحث سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ تمام میدانِ سعی و عمل اس منزل مقصود کے اسباب ہیں اصل جوہر کچھ اور ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ مفلس تو دولت و ثروت کی کمی کے باوجود قانع ہے اور بادشاہ حاکم وقت اور صاحبِ زر ہو کر بھی مزید پانے کی خواہش کر رہا ہے یہی بات عقل و شعور کے دریچے کھول دیتی ہے۔ کہ مال و دولت، جاہ و ثروت، حکومت و وزارت، نام و نمود، تکملہ، جنسی خواہشات وغیرہ اصلی مقصودِ حیات نہیں ورنہ یہ تضاد نظر نہیں آتا۔ مزید برآں اگر کھانا، پینا، سونا وغیرہ بذات خود ہی مقصودِ حیات ہوتے تو ان سے ایک قدم آگے بڑھ کر کھانے کے لیے لذیذ ہونے کی، اور سونے کے لیے بستر کی ضرورت کیوں پیش آتی۔ یہ تفصیلی تجزیہ بذات خود اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ انسان اِن تمام اسباب و اوامر سے آگے اور ورا فوق کسی اور منزل کو پانے کا خواہش مند رہتا ہے۔ منطقی طور پر وہ نقطۂ ارتکاز یا یکتا سببِ تگ و دو اور فکر و عمل — "واحد بیلا" ہی ہونا چاہیے تاکہ وہ اس کی زندگی کا واحد مقصود حیات یعنی گوہرِ حیات پا سکے۔

دراصل انسانی زندگی کا جوہر مقصود "مکمل ذہنی سکون کا حصول" ہے۔ یا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یالفاظ دیگر اطمینان قلب کا حصول (Achievement of mental peace and complete satisfaction) سکونِ قلب ہی حیات انسانی کا جوہر (Real essence) ہے۔ اور اسی سکونِ قلب کو پانے کی یہ سب تگ ودو ہے۔ اپنی اپنی فطرت (مزاج وصلاحیت) ماحول اور حالات کے مطابق انسان سکونِ قلب کو حاصل کرنے کے اسباب فراہم کرتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص چور ہے تو اس لیے کہ اس کے مزاج میں چوری کا داعیہ موجود ہے اور اس داعیہ کو اس کے ماحول و حالات نے مثبت تحریک بخشی ہے جن کی جامع اثر پذیری (Resultant influence) سے اس کو چوری ہی میں سکونِ قلب مل رہا ہے۔ اور اگر اس کو چوری میں اطمینان و سکون میسر نہیں ہے تو اولاً تو وہ چوری کرنے کی ہمّت وجسارت ہی نہیں کر سکے گا، بالفرض وہ بجبوریٔ ماحول و حالات یہ فعل کر رہا ہے تو جلد ہی اس سے باز آجائے گا ورنہ دماغی توازن کھو بیٹھے گا۔ اور یہی آخری منزل ہے عدم سکونِ قلب کی۔ لہذا جو فعل بھی انسان برضا و رغبت کرتا ہے اس کی واحد وجہ سکونِ قلب کا حصول ہی ہوتا ہے۔ ایک اور مثال لیجیے کہ آپ اِس مضمون کو برضا و رغبت پڑھ یا سُن رہے ہیں تو اس کی تین[1] موٹی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ (۱) اضافہ علم (۲) نیت ثواب (۳) وقت گزاری۔ ان میں سے جو داعیہ بھی محرک رہا ہو ان سب کے پیچھے ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے سکون قلب کا حصول۔ مزید وضاحت کے پیش نظر عرض ہے کہ اگر آپ سے

---

[1] چوتھی وجہ یہ بیان کی جا سکتی ہے کہ مجبوراً کسی دوست کی دلجوئی کی خاطر بھی یہ مضمون پڑھا جا سکتا ہے۔ اولاً جبر رضا کی ضد ہے اور اگر مجبوری کی شرط کے بغیر مجرد دلجوئی ہی مقصود ہے تو دلجوئی سے بھی تو آپ کو سکونِ قلب ہی میسر... ہوگا۔ کیونکہ دوست کی دلجوئی کر کے آپ کو خوشی محسوس ہوگی، نفرت مٹے گی، قربت بڑھے گی۔ معاشرہ میں محبّت و مودّت کا دور دورہ ہوگا اور ان نتائج کے حصول پر آپ کو اطمینان قلب ہی ملے گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ سوال کیے جائیں کہ آپ اضافۂ علم کے کیوں خواہاں ہیں؟ ثواب سے آپ کو دنیا میں کیا فائدہ ہو گا؟ یا وقت گزاری سے کیا ملے گا، اس میں تو قیمتی وقت رائیگاں ہی جائے گا۔

سب کا آخری جواب ایک ہی ہے یعنی حصولِ سکونِ قلب۔ بہت سے جوابات میں سے ایک ایک جواب اس طرح ہے۔ اضافۂ علم باعثِ شہرت و عزت ہو گا جس سے آپ کو ذہنی سکون محسوس ہو گا۔ ثواب کی امید ہے۔ آپ کو اطمینان قلب میسر ہو گا کہ میں نے آخرت کی زندگی کا کچھ سرمایہ جمع کر لیا ہے۔ وقت گزاری سے یہ پہاڑ جیسی گھڑیاں آسانی سے کٹ جائیں گی جس سے ذہنی انتشار تو کم از کم اس مدت تک قریب نہ پھٹک سکے گا۔

پائیدار امن و اماں کی احتیاج

جیسا کہ عرض کیا جا چکا کہ ہر شخص کا مقصود حیات مکمل سکونِ قلب حاصل کرنا ہے تو اس کے لیے ضمنی طور پر یہ بھی ناگزیر ہے کہ بہتر بقائے حیات کے لیے اس دنیا کا ماحول ایسا ہونا چاہیے جس میں ہر شخص کے ذہنی سکون کے زیادہ سے زیادہ اسباب فراہم ہوں۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ ہر انسان اپنے سکونِ قلب کے حصول کے لیے ایسے اسباب اختیار کرے جن سے دوسرے انسانوں کا سکونِ قلب ہرگز پائمال نہ ہوتا ہو۔ ورنہ وہ خود غرض انسان خود بھی کسی طرح اس ظلم و فساد اور انتشار و ہیجان سے بچ نہ سکے گا جن کی تخم ریزی وہ دنیائے انسانیت کے لیے کرے گا اور نتیجتاً اس کا سکونِ قلب بھی عارضی اور ناپائدار ہو گا۔ لہٰذا مستقل و پائدار سکونِ قلب کے لیے ضروری ہے کہ صرف اپنے اوپر ہی نظر نہ رکھے بلکہ دنیائے انسانیت کی فلاح و بہبود کا بھی خیال رکھے تاکہ پائدار امن و اماں قائم ہو سکے۔

مستقل اور عارضی سکونِ قلب

حیوانات بھی اپنے احساس و شعور کی حدود میں اور اپنی وسعت و قدرت بھر سکونِ قلب کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔

مگر انسان چونکہ عقل و شعور میں حیوانات سے بدرجہا بہتر ہے لہٰذا انسانیت کا تقاضہ ہے کہ انسان اپنے لیے ایسے اسباب فراہم کرے جن سے مستقل و پائدار سکونِ قلب میسر ہو سکے۔ اس کے لیے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اولاً یہ معلوم ہونا چاہیے کہ سکونِ قلب کے اُس دنیا میں کون کون سے اسباب و ذرائع ہیں اور ان سے حاصل ہونے والا سکونِ قلب عارضی و ناپائدار ہے یا مستقل و پائیدار۔ ثانیاً یہ کہ اُس ذریعہ سکونِ قلب سے کسی دوسرے انسان کے ذہنی سکون پر زد تو نہیں پڑتی ہے یعنی وہ دنیوی امن و اماں کو قطع (ڈسٹربنس) کرنے والا تو نہیں۔

سکونِ قلب کے تین اہم پہلو

سکونِ قلب ایک انفرادی معاملہ ہے جبکہ امن و اماں، سکونِ قلب ہی کی اجتماعی اصطلاح ہے۔ یعنی "اجتماعی سکون و چین"۔ انفرادی سکونِ قلب حالانکہ کسی فرد مخصوص کے اطمینان و خوشی کا باعث ہوتا ہے۔ مگر اس کے اثرات معاشرہ پر بھی تھوڑے بہت مرتب ہوئے ہیں۔ گویا انفرادی سکون بذاتہ خود نہ تو قاطعِ امن و اماں ہی ہے اور نہ مجرد امن و اماں ہی کا ذریعہ۔ بلکہ اس کا تعلق اس طریقہ کار یا ذریعہ سکون سے ہے جس کو کوئی شخص اپنے سکون قلب کے لیے استعمال کرتا ہے اور جس کے اثرات اجتماعی طور پر تخریب یا تعمیر پر منتج ہوتے ہیں۔ ثانیاً یہ بھی ضروری نہیں ہے سکون قلب کے تمام ذرائع انسانی فطرت و مزاج پر پائیدار مثبت اثر ہی ڈالیں۔ اگرچہ وقتی طور پر ہر ذریعہ سکون انسانی مزاج کو بہتر ہی محسوس ہوتا ہے اور اس طرح روح یا نفس کے لیے لذت کا باعث ہوتا ہے۔ مگر پائداری اور دیرپا اثرات کے لحاظ سے ہر طریقہ سکون انسانی جسم و دماغ پر اپنا منفرد وقتی یا دیرپا اثر ڈالتا ہے۔ مزید برآں کوئی ذریعہ سکون انسانی وجود کی فنا و تخریب کا باعث ہوتا ہے تو کسی دوسرے طریقہ سکون کو اختیار کر کے اس کے وجود کی بقا و تعمیر کے دروازے بھی کھل سکتے ہیں۔

ان حقائق کی روشنی میں سکونِ قلب کو تین حیثیتوں سے پیش کرنا ضروری ہے۔

(۱) آیا کہ وہ خاص طریقہ سکون اس منفرد شخص کے مزاج اور جسم پر دیرپا سکون و چین کا باعث ہوتا ہے یا صرف وقتی و عارضی سکون مہیا کر رہا ہے۔

(۲) یہ کہ وہ مخصوص طریقہ سکون حقیقی طور پر انسانی وجود کی بقا و تعمیر کا باعث ہے یا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فساد تخریب کا باعث۔

(۳) یہ کہ وہ طریقۂ سکون (یا ذریعہ سکونِ قلب) اجتماعی طور پر رحمت کا باعث ہے یا زحمت کا بالفاظِ دیگر وہ دنیا میں امن وامان کو تحریک بخشنے والا ہے یا اُس کو کمزور کرنے والا۔

مندرجہ بالا تشریح کی روشنی میں چند اسبابِ سکون کا تجزیہ: تین مثالیں

پہلی مثال: آیئے ایک ایسے شخص کے سکونِ قلب کا تجزیہ کریں جو ذہنی انتشار وہیجان سے چھٹکارہ پانے کے لیے کثرت شراب نوشی کی راہ اختیار کرتا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ اس طرح اپنی پریشانی سے وقتی طور پر خیالی چھٹکارہ بھی پالے گا اور شراب کے ان تلخ وبدذائقہ گھونٹوں کو لذیذ وخوش ذائقہ مشروب بھی سمجھ لے گا مزید برآں شراب کے اثر سے وہ دنیا ومافیہا کے کمرتوڑ مسائل سے ماوراء ہوکر چند لمحات چین وسکون کے خیالی تصور سے خود کو مطمئن بھی کرلے گا۔ لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ شراب نوشی اس کے کسی مسئلہ کا حل نہیں ہوسکتی بلکہ یہ تو کارزارِ محنت ومشقت سے ایک فرار کی راہ ہے۔ لہٰذا یہ "ذریعہ سکون" اس کو عارضی سکونِ قلب ہی مہیّا کرسکتا ہے۔ کیونکہ ہوش آنے پر اس کے مسائل پہلے سے زیادہ مہیب شکل میں اس کے سامنے پھر آموجود ہوں گے جو اس کے وقتی سکون کو غارت کرنے کے لیے کافی ہوں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ پائدار سکونِ قلب کا حصول شراب نوشی کے ذریعہ ناممکن ہے۔

اب دوسرا پہلو غور فرمایئے کہ شراب نوشی کا انسانی وجود (جسم وروح) پر کیا اثر پڑتا ہے۔ یہ امر بھی قابلِ تردید ہے کہ شراب نوشی جسم وروح دونوں کے لیے باعثِ مضرت اور باعثِ تخریب ہے۔ میڈیکل سائنس کی رو سے الکوحل (Alcohol) جو شراب کا ضروری جزو ہے انسانی خلیات (Living. cells) کو توڑنے کا باعث ہوتا ہے[1]۔ جگر کے

---

[1] کیونکہ خلیہ میں چربی (Lipid content) کا جز الکوحل میں حل (dissolve) ہونے لگتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فعل میں بگاڑ پیدا کرتا ہے۔ دل ودماغ کو کمزور کرتا ہے۔ جسمانی توازن میں نقص پیدا کرتا ہے۔ مزید برآں شراب کی کثرت سے قوتِ ارادی مضمحل اور کمزور ہو جاتی ہے۔ وہم و توحش اور خیالی چیزیں (Hallucinations) انسانی ذہن کو پریشان رکھتی ہیں۔ لہٰذا عمر طبعی سے قبل ہی کسی جسمانی یا نفسیاتی مرض کا شکار ہو کر اپنے وجود تک سے کو کھو بیٹھتا ہے۔

اجتماعی طور پر شرابی کی مضحکہ خیز اور ظالمانہ حرکات سے معاشرہ کا پریشان ہونا بھی دو اور دو چار کی طرح ناقابلِ تردید تجرباتی واقعہ ہے۔ شرابی کی گالیوں کی بوچھاڑ، شرابی ڈرائیور کے توازن برقرار نہ رکھنے پر سواری (Vehicles) کی ٹکر کے واقعات اور اس کے بعد جھگڑہ وفساد سے کون واقف نہیں۔ ایک میخوار نہ صرف اپنے کنبہ و خاندان کو ذلت وحقارت کے مہیب غار میں ڈالتا ہے بلکہ اپنی اولاد کو در در کی ٹھوکریں کھلانے، ان کو رسوا کرنے اور ان کو نفسیاتی وجسمانی امراض میں مبتلا کرنے کا سبب بھی بنتا ہے۔ قرب وجوار کے سارے لوگ، اس کی بستی بلکہ وہ پورا انسانی معاشرہ ایک انسان کو غلط اور وقتی ذریعہ سکون کی اجازت دے کر اپنا دن کا چین اور رات کا آرام کھو بیٹھتا ہے۔

کثرتِ میخواری تینوں حیثیتوں سے بدترین سکونِ قلب مہیا کرتی ہے۔ یہی حال زنا بالجبر[1] کی زیادتی سے پیدا شدہ جسمانی نفسیاتی اور اخلاقی برائیوں اور بیماریوں کا ہے۔ اگر سکونِ قلب کی ان تین پہلوؤں سے تقسیم کی جائے تو کثرتِ میخواری اور کثرتِ زنا بالجبر کو اپنے تینوں پہلوؤں کے منفی سمت فراہم کرنے کی وجہ سے قباحت میں نمبر اول دیا جانا چاہیے۔ اسی غرض سے آگے آنے والی سکونِ قلب کی اقسام میں ہم نے اس کو نمبر ایک ہی پر رکھا ہے[2]۔

دوسری مثال: دوسری مثال اس شخص کی لیجیے جو اپنی ضروریاتِ زندگی کو جائز

---

[1] زنا بالجبر موجودہ معاشرہ کی ایجاد کردہ اصطلاح ہے۔ ہماری مراد بھی اس سے یہی ہے کہ جبراً اور معاشرہ کی حدود کو توڑ کر اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کی جائے۔ [2] تفصیل کے لیے دیکھیے صفحہ ۱۵

© rasailojaraid.com

طریقوں سے حاصل کرنے کی دھن میں ہی سکونِ قلب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ کھانے، پینے ستر چھپانے اور رہائش کے لیے انتظام کرنے کی خاطر ہی سرگرداں ہے اور ان چیزوں کو پاکر ہی وہ چین وسکون کی سانس لیتا ہے۔ مگر کیا اس کو دائمی اور پائدار سکونِ قلب میسر ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! کیونکہ صبح سے دوپہر تک تگ ودو کے بعد اس کو "پیٹ کی آگ بجھا کر" کچھ سکون تو بیشک ملا۔ مگر اب اس کو رات کے کھانے کی "فکر" ہے۔ محنت ومشقت اور اپنے "خون وپسینہ کی قربانی" دے کر اس کو ایک جوڑا کپڑے حاصل ہوئے ہیں مگر جلد ہی وہ بھی اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیتے ہیں اور رہا سہا سکون پھر اس کو اخلاق وشرافت کی دہائی سے چکنا چور ہوتا نظر آتا ہے۔ زندگی کی بے شمار "خوشیوں اور لذتوں کو تج کر" اس کو سر چھپانے کا ایک بسیرا میسر ہوا ہے کہ یہ حقیقت جلد ہی عیاں ہو گئی کہ دوام وبقا تو اس مادی دنیا میں عنقا ہے۔ آگ کا خطرہ، سیلاب کا ڈر، زلزلہ کا خوف نیز وقت بے وقت مرمت کی شکل میں جیب وسکون پر ڈاکہ پڑتا ہی رہتا ہے۔ دائمی سکون ان ہمہ وقتی پریشانیوں کی نذر ہو کر مادی دنیا اور اس کے ذرائع کے فانی ہونے کی حقیقت واشگاف کرتا ہے۔ بہرکیف یہ سکون بھی وقتی اور عارضی ہی ہوتا ہے۔

اب ہمیں اس ذریعہ سکون کے دوسرے پہلو پر غور کرنا ہے کہ آیا یہ ذریعہ سکون انسانی وجود کے لیے باعثِ مضرت وزحمت ہے یا باعثِ صحت ورحمت۔ ظاہر ہے کہ کھانا پینا اور تلاش سکونت انسانی وجود وحیات کی اہم اور بنیادی ضروریات ہیں اور ان کے بغیر حیات انسانی کی بقا وصحت ناممکن ہے۔ اس لیے یہ ذریعہ سکون یعنی "معاش وسکونت کا حصول" انسانی جسم وروح کی صحت کا ذریعہ بھی ہے اور یہ اُس ذریعہ سکون کا مثبت (Positive) پہلو ہے۔

تیسرا پہلو جس پر غور کرنا باقی رہ جاتا ہے وہ ہے اس ذریعہ سکون سے معاشرہ کے امن وامان پر اثر۔ یعنی حصولِ معاش وسکونت کے نتیجہ میں وہ معاشرہ، جس کا یہ شخص ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرد ہے، سکون وچین کی سانس لیتا ہے۔ یا پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب بھی ہر متوازن شخص یہی دے گا کہ اگر ہر انسان کو روٹی کپڑا اور مکان کی سہولیات مہیا ہوں تو دنیا کے نصف مسائل حل ہو جائیں گے نیز سیکڑوں معاشی جرائم کا استیصال بھی خود بخود ہو جائے گا۔ ان مسائل کے حل ہونے سے امن عامہ کو تقویت پہنچے گی۔ اس کے برخلاف اگر انسان کی بنیادی ضروریات ہی پوری نہ ہوں تو ظلم و تشدد کا بازار گرم ہو جائے گا۔ لوٹ کھسوٹ اور نفرت و عداوت کو تحریک ملے گی۔ لہذا بنیادی ضروریات کے حصول پر جہاں ایک طرف اس فرد مخصوص کو سکون ملے گا وہاں معاشرہ بھی امن وامان کی راہ میں مثبت پیش رفت کرے گا۔

بطور خلاصہ حصولِ معاش اور دیگر بنیادی ضروریات کی تکمیل سے پیدا شدہ سکون قلب عارضی، اس کے وجود کے لیے صحت وعافیت کا باعث اور معاشرہ میں امن وامان کو تقویت پہنچانے والا ثابت ہوگا۔ جس کو ہم نے اپنی تقسیم کی رو سے نمبر ۸ پر رکھا ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱)

تیسری مثال: آخری مثال اس شخص کی ہے جو باطلانہ ماحول میں حق وثواب سمجھ کر ایماندارانہ زندگی گزارتا ہے اور اسی میں سکون وچین محسوس کر رہا ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اس پر یہ منکشف ہو چکا ہے کہ ایماندارانہ زندگی گزارنا ہی حق وصداقت پر مبنی ہے اور وہ عقل وشعور کی گہرائیوں سے یہ نتیجہ اخذ کر چکا ہے۔ اس کا قلب و وجدان پکار رہا ہے کہ ایمانداری میں ہی دائمی کامیابی وفلاح مضمر ہے اور وہ اپنے ضمیر کو ملامت کا موقع ہی نہیں دیتا۔ مزید برآں اس کا دل کی گہرائیوں سے یقین ہے کہ راہ حق کی یہ تمام مشکلات وقربانیاں جنت کی لازوال نعمتوں سے بدل جائیں گی۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر اس کو روحانی خوشی ولذت محسوس ہوتی رہے گی۔ اور اس لیے اس کا سکونِ قلب دائمی وپائندار رہو گا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس ذریعہ سکوں کو حاصل کرنے کے لیے اور اس سکون کے حصول پر اس کا جسم کیا اثر لیتا ہے۔ جواباً عرض ہے کہ اس کی جدوجہد اس امر کی عکاسی کرے گی کہ انسانی فطرت کے خلاف ناحول وحالات کے باوجود وہ اکثریت کی رو میں بہنے کے بجائے سمت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مخالف میں سفر کرنا چاہتا ہے جس کے لیے اس کو ہمہ وقتی قربانیاں دینی ہوں گی جو انسانی جسم کے لیے بہر حال باعثِ زحمت اور گراں ہیں۔ ہر کامیابی محنت و مشقت چاہتی ہے کجا کہ ایمان دار رہتے ہوئے عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اور حق دار کا پورا پورا حق ادا کرتے ہوئے، محنت و مشقت کی راہ سے کامیابی کی کوشش۔ راہِ حق کے گراں بار تقاضے اس کے جسم و نفس کو موٹا ہونے کا موقع کہاں دے سکتے ہیں۔

مگر تیسرا پہلو جو انسان کے نفس و جسم سے زیادہ اہم ہے وہ ہے معاشرہ کی بقا و ارتقاء کا دوران کے لیے معاشرہ میں امن و سکون اولین اہمیت کا حامل ہے۔ اور یہ ایمان دار شخص معاشرہ کے لیے باعثِ رحمت ثابت ہوگا کیونکہ سب لوگ اپنی بقا و ارتقاء کے جائز اسباب فراہم کرنے میں آزاد ہوں گے اور کسی شخص کو اس سے کسی گزند و نقصان کا اندیشہ نہ ہوگا نیز یہ شخص معاشرہ میں امن و اماں کی راہیں استوار کرنے کا سبب بنے گا لہٰذا یہ ذریعہ سکون معاشرہ پر بہترین مثبت اثرات ڈالے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حق و ثواب سمجھ کر باطلانہ ماحول میں ایمان دارانہ زندگی گزارنے پر انسان دائمی سکون قلب سے متمتع ہوتا ہے، یہ سکون مخالف ماحول اور نسبتاً زیادہ محنت طلب ہونے کی وجہ سے انسانی جسم پر تھوڑا بہت منفی اثر ڈالتا ہے مگر معاشرہ کے امن و سکون کے لیے باعث رحمت ہوتا ہے۔ سکونِ قلب کا یہ بہت اچھا ذریعہ ہے اس لیے ہم نے سکونِ کی اقسام میں اس کو دسویں نمبر پر رکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱)

مندرجہ بالا تینوں مثالوں میں ہم نے مختلف ذرائع سکون کو ان کی پائداری، انسانی جسم پر ان کا اثر اور انسانی معاشرہ پر اُس ذریعۂ سکون کے اثرات (خصوصاً اجتماعی سکون و چین) کی روشنی میں بحث کی ہے، ہمیں اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ اگرچہ یہ تینوں پہلو بالکل منفرد نہیں ہیں بلکہ باہم دگر مربوط و متعلق ہیں۔ مثلاً اگر کوئی ذریعہ سکون امنِ عامہ کو تقویت پہنچاتا ہے تو وہ اس انسان کے انفرادی سکون قلب کو نسبتاً زیادہ پائداری بھی بخشے گا۔ اور اگر کوئی سکون قلبِ انسانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جسم کی تخریب (destruction) کا باعث ہے تو وہ انفرادی سکون قلب ہیں نسبتاً کم وقت تک اور کم مقدار میں سکون فراہم کرے گا۔ مگر ہماری غرض اِن تین مثالوں سے یہ تھی کہ سکون قلب کا ان تینوں پہلوؤں سے تجزیہ کرنے پر ہی مسائل انسانیت کا حقیقی حل دریافت کیا جا سکتا ہے اور یہ تینوں پہلو ہی انسانی جوہر حیات کی آب و تاب، پائداری اور بقا کی کسوٹی بھی ہیں۔

سکونِ قلب کی اقسام سکونِ قلب کے اِن تینوں اثرات و نتائج کی روشنی میں اسبابِ سکون کی مندرجہ ذیل گیارہ قسمیں کی گئی ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ خاص طریقۂ زندگی یا طریقہ سکونِ قلب درحقیقت کس معیار کا ہے۔

بدترین ذریعہ سکون (۱) عارضی، انسانی وجود (روح و جسم) کے لیے نقصان دہ۔۔ اور دنیا میں قطع امن و اماں کا ذریعہ

مثلاً شراب نوشی کی کثرت اور زنا بالجبر کی زیادتی وغیرہ۔

(۲) عارضی، انسانی وجود پر سہل مگر دنیا میں قطعِ امن و اماں کا ذریعہ

مثلاً عیاشی، بد چلنی وجملہ اخلاقی امراض، زر پرستی وغیرہ۔

(۳) عارضی یا دیرپا (حالات پر منحصر) اور قاطعِ امن و اماں۔

مثلاً۔ توہمات جاہلانہ پر عقائد جیسے بدشگونی، کسی راز کا اظہار بذریعہ گمراہ انسان یا بذریعہ دماغی مریض۔ جنتر منتر۔ دیوتاؤں پر انسانی قربانی۔ وغیرہ

(۴) عارضی، انسانی وجود کے لیے باعثِ مضرت، مگر دنیوی امن و اماں سے براہ راست کوئی تعلق نہیں

مثلاً۔ مسکنات و منشیات کا استعمال وغیرہ۔

(۵) عارضی، انسانی فطرت کے لیے موزوں، مگر دنیوی امن و اماں سے براہ راست بے تعلق۔

مثلاً لذیذ کھانا پینا۔ سونا اور کھیل کود۔ اچھی سواری اور اعتدال کے ساتھ تکملۂ جنسی خواہشات وغیرہ۔

(۶) عارضی، انسانی طبیعت پر بار، مگر دنیا میں امن و اماں کا ذریعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مثلاً حق دار کا حق بغیر کسی ثواب و عذاب کی نیت کے ادا کر دینا وغیرہ۔

(۷) عارضی مگر دنیا میں امن و اماں کا ذریعہ۔

مثلاً بغیر ثواب کے خیال کے ضرورتمند کی حاجت پوری کر دینا اور ایماندارانہ زندگی گزارنا۔ (مگر یہ ایماندارانہ زندگی کبھی بھی قایم و دایم نہیں رہ سکتی) - وغیرہ

(۸) عارضی :- انسانی وجود کے لیے موزوں - اور دنیا میں امن و اماں کا ذریعہ

مثلاً پیٹ بھر کھانا - اعتدال کے ساتھ اور جائز حدود میں جنسی خواہشات کی تکمیل - اور بنیادی ضروریات کا حصول - وغیرہ

(۹) پائیدار، مگر دنیوی امن و اماں سے براہ راست بے تعلق۔

مثلاً - چلہ کشی، یوگ و سنیاس - رہبانیت وغیرہ -

(۱۰) پائیدار - انسانی جسم پر بار - مگر دنیوی امن و اماں کا ذریعہ -

مثلاً باطلانہ ماحول میں حق سمجھ کر ایمان دارانہ زندگی گزارنا - ثواب کی نیت سے باطل کے خلاف جدوجہد - جملہ روحانی مذاہب کے ارکان و عبادات اخلاص کے ساتھ شعوری طور پر ادا کرنا - وغیرہ -

بہترین ذریعہ سکون : (۱۱) مستقل و پائدار - انسانی فطرت کے لیے موزوں اور دنیا میں امن و اماں کا ذریعہ -

متقیانہ زندگی کی معراج یعنی کمالِ بندگی -

نوٹ : مندرجہ بالا ذرائع سکون قلب میں یہ ترتیب رکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ نکات بدترین ذریعۂ سکون سے بہترین ذریعۂ سکون کی طرف درجہ بدرجہ بالترتیب راجع ہوں تاکہ ناظر آسانی سے کسی طریقۂ سکون کا معیار معلوم کر سکے۔

مادیت و روحانیت کا سکون قلب کی روشنی میں تجزیہ مندرجہ بالا اقسامِ سکون سے یہ ظاہر ہے کہ مادیت پر مبنی سکونِ قلب عارضی ہوتا ہے اور افراط و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زیادتی کی حالت میں قاطع امن واماں بھی۔ اس کے برعکس روحانی اسباب سے حاصل کیا ہوا اطمینانِ قلب پائدار ہوتا ہے اِلّا یہ کہ غلط توہمات اور جاہلانہ عقائد کو بروئے کار لانے کے لیے براہ راست انسانوں کو ظلم وستم کا ہدف نہ بنا دیا جائے۔ جس کی وجہ سے دنیا میں انتشار و ہیجان بڑھے اور وہ شخص مستقبل میں اپنے سکون وچین کو بھی کھو بیٹھے۔

چونکہ سکونِ قلب بذاتِ خود ایک نفسیاتی احساس ہے۔ لہٰذا اس کی آبیاری اور پرورش (Stability) کے لیے نفسیاتی غذا ہی بہتر ثابت ہوسکتی ہے اور روحانیت کا نفسیات سے تعلق بالکل عیاں ہے۔ مثلاً جنتر منتر۔ ٹونے ٹوٹکے وغیرہ کے معتقد کسی مریض کا ان طریقوں سے مرض دور ہوجانا ایک نفسیاتی علاج ہے۔ اس بحث سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ روحانیت کے ذریعہ تعمیر شدہ سکونِ قلب بھی پائدار ہوتا ہے۔

اب رہی یہ کدورت کہ مادیت پر مبنی ذہنی سکون عارضی کیوں ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مادیت کا تعلق انسانی روح سے نہ ہوکر اس کے جسم اور ڈھانچہ سے ہے اور جسم محدود (Finite) تغیر پذیر (Alterable changeable) اور فانی (Mortal) ہے جب کہ روح حدود وقیود سے بالاتر (Dimensionless in determinat or indefinite) اور لافانی (Immortal) ہے۔ علاوہ بریں انسانی نظام (Physiology) اس طرح واقع ہوا ہے کہ انسان زیادہ دیر تک اور زیادہ مقدار میں (Ataraxia) کسی بھی مادی لذت کا متحمل نہیں رہ پاتا۔ اس پر مزید کمزوری یہ کہ وہ اُن مادی لذات پر اعتدال سے قائم نہیں رہتا۔ اور افراط کی جانب پیش قدمی کرنے لگتا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک وقت انسانی فطرت کی قوتِ برداشت سے آگے بڑھ کر اپنا جسمانی یعنی مادی وجود تک کھو بیٹھتا ہے۔

اگر کوئی شخص مادی سائنس کی روشنی میں ذہنی سکون کا کوئی ذریعہ یا دوا تلاش کرے تو سائنس بے شک اس کو ذہنی سکون کے متعدد طریقے اور بہت سی دوائیں فراہم کرسکتی ہے۔ مگر کسی بھی دوا کی یہ گارنٹی نہیں دے سکتی کہ وہ دوا انسانی وجود کے لیے پوری طرح ہم آہنگ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور بے ضرر ہے۔ کوئی بھی دوا اکمل (Perfact & ideal) نہیں اور ہر دوا کا مستقبل میں کوئی نہ کوئی نقصان ضرور ظاہر ہوگا۔ کیونکہ انسان اور دنیا کے بارے میں اسکی معلومات نیز موجودات عالم کے انسانی زندگی پر اثرات کی تحقیق بہت ہی محدود ہیں۔ لہذا یہ وقتی ذریعۂ سکون مستقبل کا ایک زبردست قاطع سکون بھی بن سکتا ہے۔

سکونِ قلب کا مادی تصور اور سائنسی تجزیہ

موجودہ سائنس، نفسیاتی احساسات (مثلاً غم و غصہ، خوف و خوشی، لذت و پریشانی وغیرہ کی مادی تعبیر پیش کرتی ہے۔ اس کی رو سے جملہ خواہشات ولذات، جسمانی نظام میں چند ہارمونز (Hormmes) اور کیمیادی ذرات کا نتیجہ ہیں۔ یہ احساسات ان ہارمونز اور دوسرے کیمیادی مرکبات کی خون میں مقدار ان کی باہمی نسبت (Ratio) اور ان کے کیمیادی عمل ورد عمل (chamical reactions) پر منحصر ہیں۔ مثلاً غصہ کے وقت اڈرینلین Nor-aarenaline (Adrenaline or Epinephrin) اور اڈرینلین (Nor epinephrine) کی ایک خاص مقدار اور ان کی ایک خاص نسبت (Ratio) ہوگی۔ خوشی کے موقع پر یہ ہارمونز اور دیگر کیمیادی مرکبات اپنی خصوصی نسبت ومقدار میں ہوں گے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

اس مادی تعبیر کا یہ نتیجہ ہوا کہ اکثر افراد یہ سوچنے لگے بلکہ اب تو نوبت عملی اقدام تک کی پہنچ چکی ہے کہ وہ کیوں نہ کوئی ایسی دوا استعمال کریں جو غیر مطلوبہ احساس کو ختم کردے یا کوئی مطلوبہ لذت واحساس سے آشنا کرادے۔ مادی سائنسداں بھی اس موضوع پر تحقیق (Research) کے لیے اتنا ہی سوچتے ہیں کہ متعلقہ ہارمون اور کیمیادی مرکبات کو کسی نئی ممکنہ (Potential) دوا کے ساتھ لے کر تجربات کیے جائیں اور دیکھا جائے کہ متعلقہ لذت کا احساس ہوتا ہے یا نہیں۔

موجودہ دورِ سائنس میں اس قسم کی دوا بنانا محال نہیں اور ان کا اثر بھی انسانی نفسیات پر پڑ سکتا ہے۔ مگر ان دواؤں کے چند منفی اور تخریبی پہلو بھی سدا یاد رکھنا چاہئیں۔ مثلاً اندرونی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نظام (Physiology) کی یہ خصوصیت ہے کہ کسی بھی دوا یا باہری کیمیاوی مرکب کو مستقل طور پر پر اثر ہیئت (Biologically active form) میں نہیں رہنے دیتا۔ اور کچھ دیر بعد اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ دوا کی دوسری خرابیاں اور نقصانات رہے سو الگ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر باہری عنصر کا تندرست جسم سے خارج ہو جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ مرکب نہ تو جسم کے لیے نافع ہے اور نہ اس کی جسم کو ضرورت ہے بلکہ اس کا جسم میں رکنا نقصان کا باعث ہوگا۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ ہر دوا کا اثر کچھ دیر بعد زائل ہو جاتا ہے تو ہر وقتی لذت و احساس کے لیے اس دوا کو مسلسل استعمال کرنا ہوگا اور اس میں کئی پریشانیاں ہیں۔ اولاً ابتدائی زمانۂ استعمال میں ہر دوا کم مقدار ہی میں خاطر خواہ اثر کرتی ہے اور جیسے جیسے وقت گزرتا ہے دوا کی مقدار بڑھا کر (At higher doses) بھی اس کا وہ اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ ثانیاً اس دوا کے عرصۂ دراز تک استعمال سے نظام جسم میں کچھ ایسا تغیر و فتور واقع ہو جاتا ہے کہ بغیر اُس دوا کے بے چینی رہتی ہے۔ ثالثاً یہ دوا کسی دوسرے عضو یا فعل کو نقصان پہنچا کر باعثِ مرض و تکلیف بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح یہ ذریعہ بھی سکون قلب کو برباد کرنے کا سبب بن جاتا ہے اور کبھی کبھی تو ان دواؤں کے اثرات اولاد تک منتقل ہو جاتے ہیں اور والدین کی غلطی کی سزا اولاد تک بھگتی ہے۔

نفسیاتی سائنس کی رو سے سکونِ قلب، دماغ کی پرسکون (Stable) کیفیت سے عبارت ہے۔ گویا دماغ و جسم کی وہ کیفیت جس کے بعد مزید تحریک اور عمل و ردِ عمل، (Action & Reaction) کی ضرورت نہیں رہتی۔

سکونِ قلب کی روحانی مذاہب عالم میں اہمیت

ہر روحانی مذہب سکونِ قلب کے حصول کا ضامن ہے اور اس کو خاص اہمیت دیتا ہے۔

چنانچہ بودھ و جینی مذاہب میں نروان (निर्वाण) یا موکش (मोक्ष) یعنی دائمی سکون ہی کو دائمی کامیابی سمجھا گیا ہے۔ ہندو مذہب میں بھی مکتی (मुक्ति) کا عقیدہ ہے اور آتما

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(یعنی روح) تب ہی پرم سنتوش (परम संतोष) حاصل کرتی ہے جبکہ مادی جسم سے چھٹکارہ یعنی مکتی مل جائے۔ یہاں "پرم سنتوش" دائمی سکونِ قلب ہی سے عبارت ہے۔ الہامی مذاہب یعنی اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں بھی اطمینانِ قلب کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔

انسان چونکہ فطری طور پر لالچی، جلد باز اور خود غرض واقع ہوا ہے لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ اُسے کسی طرح بھی جلد از جلد سکون حاصل ہو جائے چاہے اس سے ہزاروں انسانوں کا سکونِ قلب کیوں نہ چھن جائے۔ اس لیے وہ یہ بھی نہیں سوچتا کہ اس جلد بازی و خود غرضی کا نتیجہ اس کے حق میں بھی آخر کار نقصان دہ ہوگا۔ اِس پہلو کی اہمیت کے پیشِ نظر سکونِ قلب کے بہتر اسباب وہی مذہب (یا مذاہب) بتائے گا جو روحانی تربیت کے ایسے طریقے سکھلائے جن سے انسان نہ صرف بذاتِ خود پائدار سکونِ قلب سے آشنا ہو سکے بلکہ جملہ انسانیت کی فلاح و بہبود اور پائدار امن و اماں سے بھی ہمکنار کرا سکے۔ بالفاظِ دیگر وہ مذہب جس میں ذاتی سکونِ قلب کے ایسے طریقہائے کار کی تعلیم و تربیت ہو جن سے جملہ دنیائے انسانیت میں پائدار امن و اماں اور چین و سکون کا ماحول وجود میں آئے۔ نیز جو دین انسانوں کے جملہ مسائل اور فطری تقاضوں پر نظر رکھتے ہوئے انسانی فطرت کے لیے موزوں ترین اور معتدل اخلاق و تمدن کے اصولوں کی تعلیم و تربیت دے جن کے نتیجہ میں انسان پائدار اطمینانِ قلب سے ہمکنار ہو سکے اور دنیا میں حقیقی اور پائدار امن و اماں کی راہیں ہموار ہو سکیں۔

مادی فلاسفۂ حیات اور روحانی مذاہب کا عالمی امن و اماں پر اثر

چارلس ڈارون (Charles Darwin)، سائمن فرائڈ (Sigmund Freud) اور کارل مارکس (Carl Marx) کے نظریات سے جہاں ایک طرف مادی ترقی کو تحریک ملی ہے۔ وہاں دوسری طرف ذہن و قلب میں درندگی، حیوانگی اور لوٹ کھسوٹ کے جراثیم بھی پنپے ہیں۔ ان مکروہ خیالات و افعال سے پائدار انفرادی سکونِ قلب بھی نہ مل سکا اور مجموعی طور پر عالمی امن و اماں کے راستے بھی مسدود ہو گئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈاروزم (Darwinism) نے اسلحہ کی دوڑ کو بڑھاوا دیا کیونکہ ڈاروِن کے نظریہ کے مطابق ارتقاء کے لیے دو محرکات ہیں اولاً تنازع للبقاء Struggleper existance ثانیاً بقاءِ اصلح (Survival of the fthest) لہٰذا اپنے وجود کو قایم رکھنے اور اس کے ارتقاء کے لیے دشمن سے لڑنا (Struggleper existance) اور زیر کرنا (Survival of the Litleet) ضروری ہے۔ اس لیے اس کے معتقدین نے جہاں اپنے وجود کی بقا کے لیے سیکڑوں سائنسی ایجادات کا سہارا لیا وہاں نیوکلیر (Nuclear) اور ایٹمی (Atmic) ہتھیاروں مثلاً ایٹم بم، ہائڈروجن بم اور نیوٹران بم وغیرہ کو بھی جنم دیا۔ جن کی تباہی کے خیال سے ہی کپکپی دوڑ جاتی ہے۔ کیا ڈاروِن کے ہم نواؤں اور پجاریوں سے امن عامہ اور سکونِ قلب کے حصول کی توقع کی جا سکتی ہے۔؟

فرائڈ کے نظریہ نے دنیا میں خباثت و شہوانیت عام کرنے کرنے میں مدد دی اور دنیا کے سارے تعلقات کو جنسی رشتوں میں منسلک کر دیا اور اُس کی تحریک دی۔ فحاشی و عریانیت اور جنسی امراض کے عام کرنے کا ذریعہ بنا۔ نیز سیکس و جنسیات (Sex) ہی کو مقصدِ حیات اور اصلی ذریعۂ سکون سمجھ کر دنیا میں ناکام عاشقوں کی خودکشی کا باعث ـــــ اور کمینہ خصلت لوگوں کے ذریعہ شریف لوگوں پر ظلم و تشدد کا بازار گرم کرنے اور اکثریت کے دل و دماغ میں انتشار و ہیجان پھیلا کر دنیا میں امن و اماں اور چین و سکون مٹانے کا ذریعہ بنا۔

کارل مارکس کے نظریہ سے انسان کو یہ سبق ملا کہ دنیا میں ساری بے چینی دولت کے عدم توازن سے ہے۔ امیروں نے غریبوں کا خون چوس کر اپنے محلوں کو سجایا ہے۔ بینک بیلنس کیا ہے۔ اچھی سواری کا انتظام کیا ہے اور آج دنیا میں اپنی عزت و شرافت کو منوانا چاہتے ہیں۔ صاحبانِ مال و زر کی ساری دولت غریبوں کی ہے اور وہ بھی خصوصاً مزدوروں کی کیوں کہ صنعتی دور میں امیری، صنعت و حرفت اور فیکٹریوں کی آمدنی ہی سے آتی ہے۔ علاوہ بریں غریبوں اور مزدوروں کو پورا پورا حق ہے کہ وہ اپنی کھوئی ہوئی دولت ان امیروں سے چھین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیں۔ مارکس کے ان اسباق پر ملحد فلاسفروں نے حقانیت کی مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ان تمام محرکات کا لازمی تقاضہ تھا کہ چوری و ڈاکہ زنی، لوٹ کھسوٹ و فساد اور معاشی و اقتصادی جرائم کو ہوا ملے۔ مزید برآں مارکس نے انسانی زندگی کی تگ و دو کو دولت و معاشیات ہی کے گرد گھما کر مال و دولت کی حیثیت کو حیاتِ انسانی میں مقام اوّل تک کا درجہ دے دیا۔ جس کا نتیجہ اس طرح بھی ظاہر ہوا کہ بیشتر انسانوں کا مقصدِ حیات زر پرستی قرار پایا۔ اور لالچ و حرص۔ کم ظرفی و خود غرضی۔ رشوت خوری و بدعنوانی وغیرہ اخلاقی برائیاں وبائے عام کی طرح پھیلنے لگیں۔ امیروں سے نفرت پیدا ہوئی اور غریب و امیر سب میں انتشار و ہیجان کے ساتھ بے جا انتقام کا مادہ بھی پنپنے لگا۔ لہٰذا پورا کا پورا معاشرہ ذہنی و فکری عدم توازن اور عدم سکون قلب کی آماجگاہ بن گیا۔ امن و سکون کے بجائے بدامنی و ظلم اور انتشار و بے چینی مارکسزم (Marxism) کی بھی دین ہے۔

اس کے برخلاف روحانی مذاہب کی بنیاد ہی انفرادی سکونِ قلب اور اجتماعی امن و اماں کے حصول پر رکھی ہوئی ہے۔ روح، نفسیاتی وجود ہی سے عبارت ہے۔ اور روحانی مذاہب کا مقصد اولین روح کی تسکین و ترقی یا سکونِ قلب ہی ہے۔

روحانی مذاہب بلکہ تمام مذاہب کے سلسلہ میں چند اعتراضات کیے جاتے ہیں کہ مذہب سے دنیا میں پائدار امن و اماں قایم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس سے عصبیت پرستی Communalism اور قومیت یعنی قوم پرستی (Casteism) کو ہوا ملتی ہے۔ مگر یہ اعتراضات حقیقت پر مبنی نہیں ہیں کیونکہ مذہب کبھی عصبیت پرستی کی تعلیم نہیں دیتا۔ ثانیاً قوم پرستی پر مذہب کو ذمہ دار ٹھہرانا بھی عصبیت کی وجہ سے ہے کیونکہ قوم پرستی، وطن پرستی، نسل پرستی وغیرہ تو آج مادیت کے حامیوں میں بھی وبا کی طرح پھیلی ہوئی ہے آخر مذہب ہی ذمہ دار کیوں ٹھہرے۔

اگر مذہب کے حامیوں میں یہ اخلاقی بیماری پائی جاتی ہے تو اس کی پہلی وجہ مذہب کے علم کی فقدان و کمی ہے۔ نیز ذاتی و مادی مفادات کے حصول کی خاطر بھی فرقہ وارانہ منافرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو ہوا ملتی ہے۔ ان دو محرکات کے ساتھ ساتھ تیسرا محرک مذہب دشمنی ہے۔ چاہے وہ فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دینے والے نام نہاد مذہبی پیشوا ہی کیوں نہ ہوں یہ لوگ مذہب کو بدنام کرانے والے اور مذہب دشمن عناصر ہیں۔ اس بحث سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مذہب سے جاہلیت، مادہ پرستی اور مذہب دشمنی نے عصبیت پرستی اور قوم پرستی کو تحریک بخشی ہے اور یہ اظہر من الشمس ہے مذہب بیزاری، مادہ پرستی اور مذہب دشمنی مادی نظریاتِ حیات کے زیر سایہ ہی پرورش پائی ہیں۔

بالفرضِ محال اگر کسی مذہب میں عصبیت و قوم پرستی کی تعلیم دی گئی ہے تو ہم کو کھل کر اُس خاص مذہب ہی کی مذمت کرنی چاہیے نہ کہ جملہ مذاہب پر زبانِ طعن دراز کرنے لگیں

ایک کدورت و خلش کا ازالہ بھی یہاں مناسب رہے گا کہ مذہب کے معنیٰ بے جا تری و رحم نہیں ہے بلکہ حقیقی مذہب تو پائیدار امن و اماں ہی کو اولیت دیتا ہے۔ لہذا اگر کسی جرم سے امن و اماں خطرے میں ہے تو اس مجرم کو سخت سے سخت سزا دینا ہی امن عامہ کے حق میں ہو گی تاکہ اس جرم کا داعیہ رکھنے والے اس عبرت ناک سزا کے خوف سے اس جرم کا اقدام نہ کر سکیں۔ ہمارے گزشتہ تجزیہ کے مطابق بھی وہ اُس جرم کے ذریعہ بدترین طریقۂ سکون اختیار کر رہا ہے لہذا ایسے اسباب سکون پر ایک شخص کو سزا دینا سیکڑوں لوگوں کو اطمینانِ قلب سے ہمکنار کرانے کے مترادف ہے۔

بہترین و دائمی سکونِ قلب اور کمالِ بندگی

سکون قلب کی اقسام میں بہترین ذریعۂ سکون کمالِ بندگی کو بتایا گیا ہے۔ مگر یہ بات گنجلک و مبہم ہے۔ مزید برآں بہترین سکونِ قلب کے حصول کے لیے کمالِ بندگی کی صفت انسان میں مطلوب بھی ہے اس لیے یہ بحث تفصیل چاہتی ہے۔

آئیے اولاً منتہیانہ زندگی کی معراج کا مفہوم متعین کریں۔ تقویٰ ایک عالم گیر ضابطۂ وجود ہے۔ کائنات کی ہر چیز چاہے وہ اجرام فلکی کا حصہ ہو یا دیگر موجودات، حیوانات ہوں یا انسان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں بقاوارتقار کی ضمانت والی صنعت ہی تقویٰ سے عبارت ہے ۔ مثلاً چاند و سورج اور دیگر اجرام فلکی اپنے مداروں میں ایک خاص رفتار سے گھوم رہے ہیں یہی ان کی بقا کی ضمانت ہے اور اس لیے یہی ان کا تقویٰ ہے مچھلی کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی تیرنے لگتا ہے اور یہی اس کا تقویٰ ہے ۔ اگر مچھلی کا بچہ نہ تیرے تو اس کی موت یقینی ہے ۔ اسی طرح انسان انفرادی اور اجتماعی طور پر اگر حدود کا خیال نہ رکھے اور شتر بے مہار کی طرح اپنی خواہشات نفس پر عمل پیرا رہے تو اس کی بقاوارتقار یقیناً خطرے میں پڑ جائیں گی ۔

انسان اپنے جبلّی وجود کے ساتھ ساتھ شعوری وجود بھی رکھتا ہے ۔ اور سنِ شعور کو پہنچتے ہی اس کی جبلت وفطرت اکثر اس کے شعوری وجود سے مغلوب ہو جاتی ہے یا ماند پڑ جاتی ہے ۔ مثلاً انسان کا بچہ اپنی ماں کا دودھ جبلی اصول وتقاضوں کے مطابق پیتا ہے ۔ مگر سنِ شعور کو پہنچ کر انسان اپنے جسمانی بقار کے تحفظ کے جبلی تقاضہ کو پس پشت ڈال کر خود کو بھوکا رکھ سکتا ہے ۔ یا دوسروں سے چھین کر زیادہ کھا سکتا ہے اور نقصان دہ چیزوں سے بھی پیٹ بھر سکتا ہے ۔ مگر ان منفی طریقوں کو اختیار کرنے سے اس کی بقا خطرہ میں پڑ جائے گی ۔ لہٰذا فطرت کے مطابق اور اس سے ہم آہنگ قوانین حیات کے ساتھ زندگی گذارنا ہی تقویٰ ہے ۔ اور اس کی معراج یہ ہے کہ انسان ان اصولوں پر برضا ورغبت کاربند رہے ۔

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ انسانی فطرت کے بہترین اصول جو انسانی وجود کی بقاوارتقار کی مکمل ضمانت دیں ۔ کون بتا سکتا ہے اور وہ کیسے معلوم ہو سکتے ہیں ۔ اس کا بہترین منطقی جواب یہی ہو سکتا ہے کہ خالقِ فطرت وجبلت یا بالفاظ دیگر خالقِ کائنات ہی ان سوالات کا صحیح جواب دے سکتا ہے اور تجربہ بھی یہی بتاتا ہے مگر تاریخ شاہد ہے کہ انسانی عقل متعدد بار اس سلسلہ میں ٹھوکر کھائی ہے ۔ حالانکہ کوئی دانشور، کوئی فلاسفر، کوئی سائنسدان آج بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اُس نے انسانی وجود کی باریکیوں کو پہچان لیا ہے اور وہ انسان کی مکمل وپائیدار بقار وارتقار کی ضمانت دے سکتا ہے ۔ ایک نوبل انعام یافتہ عام ڈاکٹر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایلکسس کاریل (Alexis Carrel) بھی اپنی کتاب "انسان نامعلوم" (Man the unknown P. 37) میں انسانی علوم کی کم مائیگی ان الفاظ میں بیان کرتا ہے "فرانسیسی انقلاب کے اصول اور مارکس اور لینن کے نظریات محض ذہنی اور قیاسی انسانوں پر منطبق ہو سکتے ہیں، اس بات کو صاف طور پر محسوس کرنا چاہیے کہ انسانی تعلقات کے قوانین (Laws of human relation) اب تک معلوم نہیں ہو سکے ہیں، سماجیات اور اقتصادیات کے علوم محض قیاسی اور ناقابلِ ثبوت ہیں" [۱] (باقی آئندہ)

نہایت ضروری اعلان

ماہنامہ برہان ایک علمی تحقیقی اور دینی پرچہ ہے اس دور میں کاغذ دیگر اشیاء متعلقہ کی مسلسل گرانی اور مہنگائی کی وجہ سے انتہائی مجبوری میں سالانہ چندہ میں اضافہ کا فیصلہ کیا گیا ہے چنانچہ ماہ ستمبر ۱۹۸۳ء سے برہان کا سالانہ چندہ مبلغ -/40 روپے سالانہ ہوگا قارئین گرامی نوٹ فرمالیں

امید کہ قارئین کرام اس کو بہ خوشی قبول فرمائیں گے اور ایک ٹھوس اسلامی علمی و تحقیقی و مذہبی ماہنامہ کی بقا و ترقی اور اس کی توسیع اشاعت کے لیے کوشش فرمائیں گے۔

شرح چندہ سالانہ:

غیر ملکی بحری ڈاک سے	-/95	روپے
ہوائی ڈاک سے	-/150	"
ہندوستان سے	-/40	"
فی پرچہ	3/50	"

خادم منیجر برہان دہلی

۱ ترجمہ ماخوذ از علم جدید کا چیلنج - وحید الدین خاں۔

© rasailojaraid.com